معاشی ناہمواریوں کا حل

تحریر:- مولانا محمد یونس۔مدرس جامعہ سلفیہ فیصل آباد

آج ہر طرف یہی شور و غوغا ہے کہ ملکی استحکام اور بقاء کے لئے انسانی سکون اور اطمینان کے لئے مضبوط معیشت کی ضرورت ہے اور استحکام معیشت کے لئے دولت کی کثرت اور فراوانی ضروری ہے۔ اگر ہمارے پاس دولت کے خزانے ہوں گے' مال کی کثرت ہو گی تو ہم خوش عیش اور پر سکون لمحات بسر کر سکیں گے لیکن یہ محض ہماری خام خیالی ہے اتنی دیر تک ملکی معیشت استحکام نہیں پکڑ سکتی جب تک فرمان الٰہی: ''لا یکون دولة بین الاغنیاء منکم'' کا عملی اظہار نہ ہو۔ دولت کا ارتکاز ختم کر کے اسے گردش میں نہ لایا جائے اور اس کی عادلانہ و منصفانہ تقسیم نہ کی جائے۔ جب دولت معاشرے کے امیر سے عام طبقے کے پاس آئے گی تو خود بخود معیشت مستحکم ہو گی۔

کیونکہ اسلام نہیں چاہتا کہ ساری کی ساری دولت مالداروں اور صاحب ثروت حضرات کے پاس ہی رہے بلکہ اسلام تقاضا کرتا ہے کہ دولت مالداروں کے ساتھ ساتھ غریبوں کے ہاتھوں میں بھی آئے اس کی عادلانہ تقسیم ہو تاکہ معاشرہ استحکام پکڑے۔ کمزور افراد کو قوت ملے۔

> **اسلام نہیں چاہتا کہ ساری دولت مالداروں اور صاحب ثروت حضرات کے پاس ہی رہے بلکہ اسلام تقاضا کرتا ہے کہ دولت مالداروں کے ساتھ ساتھ غریبوں کے ہاتھ بھی آئے اس کی عادلانہ تقسیم ہو تاکہ معاشرہ استحکام پکڑے۔**

اس کے برعکس جب دولت مالداروں میں ہی گردش کرتی ہے تو امیر' امیر تر ہوتا چلا جاتا ہے اور غریب غریب تر ہوتا چلا جاتا ہے۔ جس کی نظیر آج ہمارا معاشرہ پیش کر رہا ہے۔ اگر یہی دولت چند ہاتھوں میں مرتکز ہونے کی بجائے ''لا یکون دولة بین الاغنیاء منکم'' کی عملی تصویر پیش کرتی تو آج ہمارا ملک مستحکم اور مضبوط اسٹیٹ ہوتا۔

اسلام دولت کمانے سے نہیں روکتا۔ بلکہ حصول دولت کی ترغیب دیتا ہے اور نمو مال کے لئے رہنمائی فرماتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

''الکاسب حبیب اللہ'' کہ جائز ذرائع سے دولت کمانے والا اللہ تعالیٰ کا پیارا بندہ ہوتا ہے۔''

ایک اور حدیث میں ہے کہ ''انسان کی اپنے ہاتھوں کی کمائی سے زیادہ پاکیزہ کوئی اور کمائی نہیں ہے۔''

حصول رزق کو رب ذوالجلال نے اپنے فضل سے تعبیر کیا ہے۔ فرمان الٰہی ہے:

''فانتشروا فی الارض وابتغوا من فضل اللہ۔''

تجارت کے ذریعہ دولت کمانے والے کو اعلیٰ درجہ کی نوید سنائی گئی ہے۔ فرمان نبوی ﷺ ہے:

''التاجر الصدوق الامین مع النبین والصدیقین والشھداء'' سچ بولنے والا' امانت دار تاجر قیامت کے دن انبیاء' صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہو گا۔

اور اسلام حفاظت دولت کی تلقین کرتا ہے۔ فرمان نبویؐ ہے:

''من قتل دون ماله فھو شھید۔'' اپنے مال کی حفاظت میں جو جان قربان کر دے وہ بھی شہید ہے۔

فرمان الٰہی ہے:

"ولا توتوا السفهاء اموالکم التی جعل الله لکم قیاما." وہ مال جو تمہاری معیشت کا ایک سہارا ہے اسے نادان بچوں کے سپرد نہ کرو۔"

اسلام منع کرتا ہے تو ارتکاز دولت سے منع کرتا ہے۔ اور حکم دیتا ہے کہ اپنی دولت گردش میں رکھو جب تک تمہاری دولت گردش میں نہیں آئے گی تمہارے ہاتھوں میں مرتکز ہو کر رہ جائے گی۔ تمہاری معیشت کمزور ہو گی' تجارت کمزور ہو گی۔ دولت کی گردش کے لئے اسلام نے نظام زکوٰۃ کو رائج کیا ہے۔ زکوٰۃ کا حکم دے کر امیروں کی دولت کو غریبوں کے ہاتھوں میں پہنچایا۔ صدقات کی ترغیب دے کر امیروں کے مال کو غریبوں کے ہاتھوں میں دیا ہے۔ میراث کے قوانین دے کر ساری دولت کو ورثاء میں تقسیم کا حکم جاری فرمایا ہے۔ تاکہ یہ دولت اور مال چند ہاتھوں میں نہ رہ جائے۔ منجمد نہ ہو بلکہ ایک دوسرے کے پاس آئے اور یہ مال گردش میں رہے جس سے معیشت مستحکم رہے۔ مگر افسوس کہ ہم اس نظام دستور' اصول و قوانین سے کوسوں دور بھاگتے ہوئے استحکام معیشت کے خواہاں ہیں۔ نظام عشر و زکوٰۃ کی بے شمار برکات و حکمتیں ہیں۔

فرمان ربانی ہے:

"خذ من اموالهم صدقة تطهرهم و تزكيهم بها."

کہ "اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت سے زکوٰۃ وصول کیجئے جس سے ان کا مال پاک و صاف ہو گا۔ اس طرح مال میں نمو ہو گا نفوس کا بھی تزکیہ ہو گا۔

اور اس معاشرے کے غریب و مساکین' نادار و مفلس لوگوں کی ضروریات پوری ہوں گی بصورت دیگر معاشرے کے انہیں افراد کے دلوں میں مالداروں کے خلاف نفرت پیدا ہو گی' حسد کی آگ بھڑکے گی۔

عبدالعزیز کا دور لوٹ آئے کہ مال دار زکوٰۃ لے کر نکلیں وصول کرنے والا نظر نہ آئے۔ آج دنیا کا کوئی تاجر ایسا نہیں جو یہ دعویٰ کر سکے کہ میرے مال میں ایک پائی بھی ناجائز ذرائع سے آئے ہوئے مال کی نہیں ہے۔

اگر ہمارے مال دار حضرات صحیح معنوں میں اور مقررہ نصاب کے مطابق زکوٰۃ کی ادائیگی کریں تو غربت کا خاتمہ ہو جائے گا۔

غریب اپنی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے ان کے اموال اور تجارت میں بد دیانتی کریں گے۔ خیانت کے ساتھ مال کھائیں گے۔ اپنی حاجت و ضرورت کو پورا کرنے کے لئے بھوک کو مٹانے کے لئے انہیں صاحب دولت افراد کے مالوں پر ڈاکے ڈالیں گے' چوریاں کریں گے' قتل و غارت ہو گی۔ اگر صاحب ثروت حضرات خود ہی غرباء و مساکین کی حاجات کا خیال رکھتے ہوئے اپنے اپنے صدقات و زکوٰۃ اور عطیات ان کو دیں تو ان کمزور افراد کے قلوب میں ان کی عزت و توقیر ہو گی۔ نگاہوں میں قدر بڑھے گی اور ان کے لئے خیر خواہی کے جذبات پیدا ہوں گے۔ ان کی زبان سے دعائیں نکلیں گی' باہمی محبت و الفت پیدا ہو گی' دل حسد اور کینہ سے پاک ہو جائیں گے۔

اگر ہمارے وطن عزیز میں پاسبان ملت صحیح معنوں میں اور مقررہ نصاب کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے زکوٰۃ کی ادائیگی کریں تو غربت کا خاتمہ ہو جائے۔ عمرؓ بن

خواہ وہ کتنا ہی متقی و پرہیز گار کیوں نہ ہو۔ کتنی ہی کوشش و توجہ اور غور کے ساتھ معاملے کیوں نہ کرے پھر بھی بشری کمزوریوں کے بوجہ خرابی ممکن ہے۔ جس کے ازالے کے لئے فرمایا کہ اپنی تجارت کو صدقات کے ساتھ پاک کرو۔

فرضی زکوٰۃ کے علاوہ نفلی صدقات کی طرف بھی ہاتھ بڑھاؤ تاکہ ان لغزشوں کی تلافی ہو سکے بصورت دیگر نفلی صدقات تو دینا الگ بات جب لوگ فرضی زکوٰۃ کو بھی بوجھ محسوس کریں گے۔ اس کی ادائیگی سے جی چرائیں گے تو معیشت ڈگمگائے گی کیونکہ مال گردش میں نہیں آئے گا۔ غریب فقر و فاقہ سے دوچار ہو گا۔ ایسے ہی افراد کے بارے فرمایا:

"اگر زمین پر جانور نہ ہوتے تو زکوٰۃ کے عملی منکروں کو بارش کے پانی سے محروم کر دیا جاتا۔"

"ولم يمنعوا زكوٰة اموالهم الا منعوا القطر من السماء ولولا البهائم لم يمطروا."

دوسری جگہ فرمایا:

"انفق یا ابن آدم ینفق علیک۔"

اے آدم کے بیٹے! اللہ کی راہ میں خرچ کرو۔ رب ذوالجلال تم پر خرچ کریں گے لیکن اگر فرضی زکوۃ سے بھی جی چرایا تو زبردست قحط سالی جیسے عذاب شدید کی لپیٹ میں لے لئے جاؤ گے۔

ایک طرف تو یہ دستور الٰہی اور قانون مصطفیٰ تھا کہ اگر ان باتوں کو مد نظر رکھا جائے گا تو معیشت مستحکم ہو گی لیکن ہمارے حکمرانوں اور ہر صاحب اقتدار حضرات نے ان باتوں سے کنارہ کشی کی۔ غریب عوام کی حیثیت سے بڑھ کر ان پر ظالمانہ ٹیکس کا نفاذ کروایا اور یہ سمجھ بیٹھے کہ استحکام معیشت کا راز اسی میں مضمر ہے۔ معیشت مضبوط ٹیکسوں کے نفاذ سے ہی ہو سکتی ہے۔ نظام زکوٰۃ وصدقات' گردش دولت اور منصفانہ تقسیم اور عادلانہ نظام کو فراموش کر گئے:

"توخذ من اغنیاء هم و ترد علی فقرائهم۔"

اغنیاء سے لے کر فقراء میں تقسیم کرنے کے نظام زکوٰۃ کے حکیمانہ اصول کو بھول گئے۔

زکوٰۃ وصدقات کا حکم دے کر اسلام نے انسان کو انسانیت کا درس دیا ہے۔ غریبوں سے ہمدردی کر نا ان کی ضروریات کو پورا کرنا۔ انسانیت ہے اور مال کی ایسی محبت اور حرص جو مخلوق خدا کی بہبود کیلئے خرچ کرنے سے روکے وہ درندگی ہے۔ رحمت کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

"ما ذئبان جائعان ارسلا فی غنم افسدلها من حرص المرء علی المال والشرف لدینه۔"

کہ دو بھوکے بھیڑیئے جو بکریوں کے ریوڑ میں چھوڑ دیئے گئے ہوں وہ اتنا بگاڑ پیدا نہیں کر سکتے جتنا دین میں بگاڑ مال و دولت اور دنیاوی شرف کے حصول کی طمع سے پیدا ہوتا ہے۔

فرمان نبویؐ ہے:

"السخی قریب من الله قریب من الجنة قریب من الناس بعید من النار و البخیل بعید من الله بعید من الجنة بعید من الناس قریب من النار۔"

اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والا اللہ کا مقرب بنتا ہے جنت کا وارث ہوتا ہے لوگوں کا محبوب بنتا ہے اور جہنم سے محفوظ ہو جاتا ہے۔

اسلام حکمرانوں کو ٹیکس کی اجازت اس وقت دیتا ہے جب وہ اسکے عوض عوام کو سہولتیں فراہم کریں۔ اسکی جان اور مال محفوظ ہوں۔ ٹیکس کو اسلام حکمرانوں کی عیاشیوں پر صرف کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔

جبکہ بخیل اللہ تعالیٰ سے بھی دور ہوتا ہے جنت سے بھی اور لوگوں کے ہاں بھی مبغوض ہوتا ہے اور اس عمل سے جہنم کے قریب ہو جاتا ہے۔

حکمت زکوٰۃ یہ تھی کہ مال غرباء کے پاس پہنچے امراء کے خزانوں سے نکلے مگر ٹیکسوں کا طریقہ اس کے بالکل برعکس ہے غریب کی کمائی سے امراء عیاشی کرتے ہیں۔ حکمران غیر ملکی دوروں پر خرچ کرتے ہیں۔ غریب عوام کی خون پسینے کی کمائی حکمران طبقہ اپنے تعیش اور ناز نخرے پر صرف کر ڈالتے ہیں۔

اسلام تو یہ کہتا ہے کہ حکومت کا فرض منصبی ہے کہ عوام کو بنیادی اشیاء مہیا کرے اس لئے ان پر کوئی ٹیکس نہ لگایا جائے لیکن ہمارے ملک میں کون سی چیز ہے جس پر ٹیکس عائد نہیں کیا گیا یا نہیں کیا جا رہا ہے۔

خلافت فاروقی میں ایک تاجر نے مدینہ منورہ میں چاہا کہ گھوڑوں کا فارم کھولے مگر حضرت عمر فاروقؓ نے اس کو اجازت نہ دی کہ مدینہ کا چارہ اتنا نہیں کہ وہ مدینے کے مویشیوں کی خوراک سے زائد ہو' فرمایا تم اپنی دولت کی وجہ سے سارا چارہ خرید لو گے تو غرباء کدھر جائیں گے۔ اس کے اصرار اور مجبور کرنے پر آپؓ نے اس کو پابند کیا کہ آپ اپنے گھوڑوں کے لئے چارہ مدینہ سے نہیں خرید سکتے۔ باہر سے منگوانے کا اہتمام کرو۔

اسلام تو اپنے ماننے والوں کو یہ سبق دیتا ہے کہ حیوانوں کی خوراک کا بھی یوں انتظام کرو نہ کہ اشرف المخلوق کی بنیادی اشیاء کو ٹیکسوں کے نظام سے یوں جکڑ دیا جائے کہ ان کی دسترس سے بھی باہر ہو جائیں۔

اسلام حکمرانوں کو ٹیکس لگانے کی

اجازت دیتا ہے مگر ان سہولیات کے عوض میں جو وہ عوام کو بہم پہنچائیں گے یا پھر ان امور میں جن میں ٹیکس کے بغیر نظام حکومت چلانا ممکن نہ ہو۔

لیکن اگر عوام کو شہری سہولتیں بھی میسر نہ ہوں۔ جان و مال کی حفاظت کا اہتمام نہ ہو اور ٹیکس بھی حکمرانوں کی عیاشیوں میں صرف ہو رہا ہو تو اسلام اس بات کی اجازت نہیں دیتا۔ ٹیکس لگانے کیلئے اسلامی تعلیمات یہ ہیں کہ ٹیکس کیلئے شرح ٹیکس مناسب اور منصفانہ ہو ظالمانہ شرح نہ ہو۔ ٹیکس وصول کرنے کا نظام جابرانہ اور ظالمانہ نہ ہو بلکہ عادلانہ ہو۔ ٹیکس کی دولت ملک پر وطن اور عوام کی بہبود کیلئے خرچ کی جائے عیاشیوں پر صرف نہ کی جائے۔

آیئے ہم ان اصولوں کو اپنائیں جن سے ہماری معیشت مستحکم و مضبوط ہو۔ ظالمانہ نظام ٹیکس استحکام معیشت کا کوئی حل نہیں۔ گردش دولت' منصفانہ تقسیم اور نظام زکوۃ ہماری زندگی کو جلاء بخش سکتا ہے۔

دعائے مغفرت

جامعہ بحر العلوم السلفیہ میرپور خاص سندھ کے استاد قاری اشتیاق صاحب انکی چچی اور بھانجی یکے بعد دیگرے انتقال کر گئیں ہیں۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

دعا کریں اللہ مرحومین کو جنت میں جگہ دے اور قاری صاحب اور دیگر اہل خانہ کو صبر جمیل عطا فرمائیں۔ آمین

غمزدہ

مولانا محمد زاہد ارشاد مدرس جامعہ ہذا

میلادیوں کے نام

انکے عمل کے آئینے میں

11 ربیع الاول کا سورج اپنی تمام تر شعاعوں کی تپش زمین کی نظر کرتا ہوا پردہ شب کی اوٹ میں غروب ہو چکا تھا اور 12 ربیع الاول کی ابتداء ہو چکی تھی رات کی تاریکی میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یوم ولادت منانے والوں نے ہر گھر' بازار' محفلوں اور مجلسوں کو چراغاں کیا ہوا تھا۔ قمقمے' لائٹیں' مرچیں اور دیگر سازو سامان کی کثرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین اور آپ کے عمل کی مخالفت میں زوروں پر تھی کہ دفعتاً ہماری گاڑی رجانہ کے لاری اڈے سے گزر کر سمندری روڈ کی طرف روانہ ہوئی تو یہاں بھی حسب سابق پوری توانائی خرچ کئے ہوئے نبیؐ سے محبت کا مظاہرہ کیا جا رہا تھا جو صرف لائٹنگ کے زور پر ہی تھا لیکن یہاں دیگر جگہوں سے مختلف افسوس ناک اور حیران کن منظر بھی دکھائی دیا بے ساختہ زبان سے یہ الفاظ نکلے "اللھم اھد قومی فانھم لا یعلمون" خدایا! اس قوم کو اس امت کے علماء سوء اور "یاکلون اموال الناس بالباطل و یصدون عن سبیل اللہ" دین و مال دونوں کا نقصان کرنے والے یہودیوں کے پیروؤں نے بگاڑ دیا ہے انکے قلوب و اذہان کو اپنی طرف پھیر لے' ان کی سوچ اور فکر کے زاویے بدل دے ان کو اس ہادیٔ برحق' داعی و مبلغ اور اس مربی کی تعلیمات کے پیرو بنا دے جس کے آج یہ جشن میں مشغول و مصروف ہیں۔

قمقموں اور مرچوں سے نظر گزرتی ہوئی دوسری منزل پر واقع ویڈیو سنٹر پر پڑی جس کا دروازہ اور کھڑکیاں کھلی تھیں۔ مرچیں وہاں سے لٹکتی ہوئیں زمین کو گلے لگا رہیں تھیں۔ درمیان میں "یا اللہ مدد" بڑے خوبصورت انداز میں رقم تھا جبکہ دوسری طرف "یا محمدؐ" اور درمیان میں الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ" حیرانی اور افسوس دیگر مقامات سے زیادہ اس پر اس لئے ہوا اور چند حروف لکھنے اس لئے بیٹھا کہ جس مقام پر "یا اللہ مدد" بڑے خوبصورت انداز میں لکھا ہوا تھا" وہ اسی ویڈیو سنٹر کے بیرونی دیوار تھی جبکہ دروازہ اور کھڑکیاں کھلی تھیں اندرونی فرنٹ دیوار پر ایک اداکارہ کی تصویر تقریباً ربع دیوار کو ڈھانپے ہوئے تھی۔ یہ زبان زد عام فقرہ میرے دماغ میں گھوم گیا "میت تھلے اوتے گردوارہ" افسوس صد افسوس ان محبان رسول پر جنہوں نے عیسائیوں کی طرح 25 دسمبر کرسمس ڈے تو منایا اور اس پیغمبرؐ کی تعلیمات کو قبول نہ کیا۔

(محمد زبیر ظہیر)